جلد ۱۷ — شمارہ ۱۱

نبوت ۱۳۵۵ ہش

نومبر ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان .... دس (۱۰) روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ..... اسی (۸۰) روپے

بحری ڈاک ..... چالیس روپے

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ نومبر ۱۹۷۶ء

نبوت ۱۳۵۵ ہش

ایڈیٹر
غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

• للّٰہ الحمد شنیدیم کہ آں می آید	اداریہ ایڈیٹر	۲
• حدیث الرسول، جب حضرت ابوبکرؓ کو بخار آتا	ایڈیٹر	۹
• انبیاء و اولیاء کی نورانی عمر کے دو حصے	حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام	۱۰
• وَوَاللّٰہِ لَوْلَا حُبُّ وَجْہِ مُحَمَّدٍ (عربی نظم)	" " " "	۱۱
• نہ رسی تا الیقین ز راہِ قیاس (فارسی نظم)	" " " "	۱۲
• دعا اور آدابِ دعاء	ایڈیٹر	۱۳
• الاحکام تحت ظلال القرآن	محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ	۲۰
• من غرقِ حیرتم کہ چہ فضائلِ محمدؐ است	مکرم جناب سلیم شاہجہانپوری نواب شاہ سندھ	۲۳
• بحث کی باتیں	" غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خان	۲۴
• آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سفرِ طائف	" شیخ نور احمد صاحب منیر ربوہ	۲۵
• سونے کے آداب	" حافظ مظفر احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ	۲۸
• سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس انصاراللہ	قائد مال	۳۲

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت ...... دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۷ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۱

نبوت ۱۳۵۵ ہش

(۱)

لِلّٰہ الحمد شنیدم کہ آں مے آید

وہ روز جس کا شدت سے انتظار تھا وہ آپہنچا وہ ساعتِ سعد آپہنچی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے طویل دورہ سے مرکزِ سلسلہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ خدا کا فضل واحسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو خلافت کی نعمت سے متمتع فرمایا۔ خلافت خدائے قدوس کی دوسری قدرت ہے۔ وہ خدا کی رحمت کے نزول کا نشان ہے۔ اگر جماعت کو جسم سے تشبیہہ دیں تو امامِ جماعت بمنزلہ روح ہیں۔ اگر افراد جسد ہیں تو امام دل ہے کہ جس کے دھڑکنے سے جسم کی نبض پھڑکتی ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت کا نظام صادق و مصدوق کی پیشگوئیوں کے تحت عطا ہوا اور تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ جب تک مسلمان اس نظام سے وابستہ رہے وہ نعمتِ خداوندی سے حصہ وافر پاتے رہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کی یہ نعمت ان سے چھن گئی۔ ان کا شیرازہ منتشر ہوگیا۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت سے متمتع ہو رہی ہے۔ ضعیف اور بے بس جماعت آج اس نظام کی بدولت چاردانگ عالم میں اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔ کہیں قرآن مجید کے تراجم غیر زبانوں میں ہو رہے ہیں تو کہیں پہاڑی کی چوٹی پر خانۂ خدا کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جس میں پھر کوئی ظِلّ بلال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ کی صدا بلند کرتا ہے۔ اور اہلِ یورپ کو یہ ندا دیتا ہے کہ مادی دنیا کے پرستارو! حیّ علی الصلوٰۃ

حیّ علی الفلاح ۔ آجاؤ خدائے محمدؐ کے در پر سجدہ ریز ہوجاؤ اور آؤ کامیابی کی راہیں اختیار کرو ۔ اس سفر کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ پہلی بار مسیح پاک کے ایک خلیفہ نے بنفس نفیس دنیا کی راہ نمائی کے دعویدار امریکہ کو اسلام کی دعوت دی ۔ آپ نے گوٹن برگ میں مسجد کا افتتاح فرمایا ۔ خدا کرے یہاں سے بلند ہونے والی آواز اب یورپ کی وادیوں میں گونجے اور وہ یورپ کے دل و دماغ میں اترے ۔ حضور کے سفر سے ان ملکوں کے احمدیوں کے جہاں ایمان جلا پکڑتے ہیں وہاں ایک نیا عزم نیا جوش اپنے اندر پاتے ہیں اور بفضلہ تعالےٰ ان جماعتوں کو اب اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے ۔ مبارک ہے وہ جس نے ان دلوں میں اسلام کی جوت جگائی ۔ اللہ تعالےٰ پیارے امام کے افعال و اقوال میں خارق عادت برکت عطا فرمائے ۔ خدا کرے آپ کے بابرکت عہد میں اقصائے عالم میں اسلام کا پھریرا لہرانے لگے ۔ وھذا من قدر اللّٰہ ولا یرد قدر اللّٰہ

—— (۲) ——

جبری النواء

ماہ اکتوبر میں چھوٹے بچوں کی ٹولیاں کچھ زیادہ سرگرم نظر آتی ہیں صبح کی نماز سے قبل صلّ علیٰ نبیّنا صلّ علیٰ محمد ۔ صلّ علیٰ حبیبنا ۔ صلّ علیٰ محمد پڑھتے ہوئے وہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہیں یہ اس امر کی علامت ہوتی ہے کہ ان بچوں کا اجتماع قریب ہے ۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے احمدی بچے ربوہ میں جمع ہوتے ہیں ۔ یہ دینی مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں ۔ تلاوت قرآن پاک ، پاکیزہ اشعار ، دینی عناوین اور خوش الحانی سے اذان دینے کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ اس اجتماع میں نماز باجماعت پڑھتے ہیں ۔ قرآن و حدیث کا درس سنتے ہیں ۔ اپنے پیارے امام کے ارشادات سے مستفید ہوتے ہیں ، کوئی سیاسی تقریر نہ ان کے اجتماع میں ہوتی ہے نہ حکومت کے کاموں پر تنقید ہوتی ہے ۔ خالص دینی ماحول میں تین دن گزار کر یہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں ۔

مجھے لاہور کے ایک طفل نے بتلایا پدھ کی رات کو ایک محلہ کے طفل اکٹھے ہوئے کہ صبح سائیکلوں پر ربوہ کے لئے روانہ ہونا تھا ۔ جن کے پاس سائیکل نہ تھے انہوں نے کرایہ پر نئے سائیکل لئے اور ساری رات شوق سے نہ سوئے ۔ صبح پتہ چلا کہ اجتماع ملتوی ہوگیا تو بعض بچے رونے لگ گئے ۔ کراچی کے بعض خدام نے بھی مجھے بتلایا کہ اسٹیشن پر تیار ہو کر اطفال آئے ۔ انہیں اسٹیشن پر آکر پتہ چلا کہ اجتماع ملتوی ہوگیا اور بچے اب ربوہ میں نہیں جائیں گے ۔ تو بعض بچے رو پڑے ۔ میرا ایمان اور یقین ہے کہ یہ وہ بچے ہیں جنہوں نے احمدیت کی تعلیم کی وجہ سے کبھی بسوں کے شیشے نہیں توڑے ۔ انہوں نے کبھی سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی نہیں کیں ۔ ان میں بہت بڑی غالب اکثریت ایسے بچوں کی ہے جو نماز باجماعت پڑھتے

ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ امی دابی کی دعائیں وہ یاد کرتے ہیں۔ ان کی اکثریت ہاں ہاں غالب اکثریت ان بچوں کی ہے جو دینی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ بغاوت اور شورش منع ہے۔ لیکن ان بچوں کو بھی منع کر دیا گیا۔ انہیں تاریخوں میں مستورات انہی اغراض کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ چھوٹے بچے اپنی ماؤں اور بہنوں کی معیت میں آتے تھے۔ ان کا اجتماع بھی ملتوی کر دیا گیا۔

خدام جنہوں نے سیلابوں میں اپنی جانوں کو خطرات میں ڈال کر بنی نوع انسان کی ہمدردی کی۔ پانی میں گھرے ہوئے لوگوں کو خوراک پہنچائی۔ ان کے گرے ہوئے مکانات کی تعمیر کی۔ دکھی انسانیت کے وہ ہمیشہ کام آئے۔ انہوں نے گالیاں سنکر، اپنے خلاف نعرے سنکر ہمدردی دکھائی۔ ان کا اجتماع بھی ملتوی کر دیا گیا۔ راقم الحروف کی عمر ۵۵ سال سے تجاوز کر چکی ہے۔ میں نے خدام الاحمدیہ کی تحریک کو نہ کبھی فوجی وردی میں ملبوس دیکھا۔ نہ ان کو فوجی پریڈ کرتے دیکھا۔ اب ان پر یہ بھی الزام ہے کہ یہ اجتماع میں فوجی پریڈ کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ ہر مصیبت میں اپنی خدمات حکومت کو پیش کیں دکھی انسانوں کے کام آئے۔ ان کا اجتماع بھی ملتوی۔

انصار کا اجتماع جو ان سے ایک ہفتہ بعد منعقد ہوتا تھا۔ یہ بوڑھوں کے ذکر الٰہی۔ اجتماعی دعاؤں۔ تہجد باجماعت سیرت کی محفل پر مشتمل ہوتا ہے۔ اپنے امام کے ارشادات تربیت کے بارہ میں سنتے ہیں وہ بھی منعقد نہ ہو سکا۔

دل جو محسوس کرتا ہے وہ زبان پر بھی نہیں لاتے۔ درد مند دل درد محسوس کرتا ہے لیکن شکوہ کس سے کریں ہمیں صبر کرنے کا حکم ہے۔ اور سوچ سے کام لیں تو اجتماع کے التوا سے روح کو جو نقصان پہنچا۔ اس کی اس طرح تلافی کی جا سکتی ہے کہ قرآن مجید کے درس، ارشاداتِ رسول، ملفوظات امام زمان جو ان اجتماع میں شریک ہو کر سنتے تھے ان کا خود مطالعہ کریں۔ دعاؤں کا جو ماحول یہاں میسر ہوتا تھا اپنے گھروں میں پیدا کریں اور وہ آنسو جو بچوں کی آنکھوں میں چھلکتے دیکھے ان کا تصور کر کے وضو کر کے نمناک آنکھوں سے خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر دعائیں کریں کہ اے اللہ ہم نے اس لئے وہاں جانا تھا کہ ہماری روحوں کو غذا میسر ہو۔ اے پروردگار تیرے حبیب نے اپنے صحابی حصین کو دعا سکھائی۔ اللھم الھمنی رشدی۔ اے اللہ ہدایت تو خود میرے دل میں ڈال دے۔ اے اللہ ہمارے دل اپنی محبت سے بھر دے۔ اس راہ میں ہماری کوششوں سے زیادہ تیرا فضل موثر ہے۔ ہمارے آسمانی آقا! ہم کنوئیں تک نہیں پہنچ سکے۔ تو اپنے فضل سے بارانِ رحمت ہمارے در و دیوار تک پہنچا دے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ہمارے محبوب آقا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ عرصہ وحی کا نزول رک گیا۔

ائمہ لکھتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ تھی تا اشتیاقِ رسولؐ اَور بڑھے۔ خدا کی محبت کی آگ قلبِ محمدؐ میں اَور شعلہ زن ہو پس التوا آپ کے جذبہ وشوق کو کم نہ کرے۔ یہ آپ کے شوق و اشتیاق کو مزید بڑھانے کا موجب ہونا چاہیئے۔ مرکز میں آنے کے جو فیوض ہیں ان سے آپ ہر وقت متمتع ہوسکتے ہیں جب فرصت ملے منشی اروڑے خاں کپور تھلوی کی طرح چلے آیئے کہ عاشق کے راستے کب رکا کرتے ہیں وہ تو یہ گنگناتے ہوئے چلا آتا ہے ؎

فیا غائباً لو وجدنا لہ
سبیلاً مشینا علی الرؤس

اے غائب اگر ہمیں تیری طرف آنے کی کوئی راہ مل جائے تو ہم سروں کے بل چل کر آئیں۔

دیکھئے دمشق میں جب بلالؓ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بلالؓ یہ کیا سنگدلی ہے کیا آؤ گے نہیں تو صبح ہی بلالؓ نے مدینہ کیلئے رختِ سفر باندھا اور سیدھے روضۂ پاک پر پہنچ گئے۔

پس جب موقعہ ملے مرکز میں آیئے ضرور آیئے اور جہاں بھی ہوں، دعائیں کریں، ذکرِ الٰہی کریں، نیک نمونہ دکھائیں۔ اعلیٰ اخلاق کا اظہار کریں۔ اپنے حسنِ سلوک سے لوگوں کے دل جیتیں اپنے امام کے لئے دعائیں کریں قرآن و حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس کمی کی تلافی ہو جائیگی جو اجتماع کے التوا سے ہوئی۔

(۳)

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ

کل ۲۶ اکتوبر کو سلسلہ احمدیہ کے ایک خادم جنہوں نے آخر دم تک سلسلہ کی خدمت کے عہد کو نبھایا خدا کو پیارے ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مولانا احمد خان صاحب نسیم جامعہ احمدیہ کے ابتدائی شیریں اثمار میں سے تھے۔ اس وقت آپ اصلاح و ارشاد مقامی کے ناظر تھے۔ برما میں بھی اعلائے کلمۃ الاسلام کی توفیق آپ کو نصیب ہوئی۔ آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں ایک اچھے کھلاڑی بھی تھے۔ جامعہ احمدیہ کے جس تاریخی وفد نے ہندوستان کے دورہ میں شاندار تبلیغی اجلاس بھی کئے۔ اور مختلف درسگاہوں سے میچ بھی کھیلے۔ آپ اس وفد میں شامل تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہم جماعت ہونے کا فخر حاصل تھا طبیعت مرنجاں مرنج پائی تھی ہر ایک سے بہت بے تکلفی سے ملتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے آپ کا تعلق نہایت درجہ فدائیت کا تھا اپنے ذہین اور لائق بچے کو آپ نے جامعہ میں اپنے خرچ پر تعلیم دلوائی۔

الغرض آپ گوناگوں اوصاف کے حامل تھے۔ نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی

اور جنازہ کو کندھا دیا اور قبر تیار ہونے پر بہت لمبی دعا حضور نے سلسلہ کے اس خادم کے لئے فرمائی۔ دور و نزدیک سے آئی ہوئی ایک کثیر تعداد نے آپ کے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔ اور آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

(۴)

اے چارہ گرو! اس کا کیا علاج؟

اخبارات میں سے مولانا کوثر نیازی اور چوہدری نذیر احمد صاحب کے اقتباسات پیش ہیں۔

اسلام — قول اور فعل میں تضاد

"مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے گزشتہ روز اسلام آباد میں ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے (وہ اس ادارہ کے چیئرمین بھی ہیں) تحقیقی عملہ سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کے بارے میں قول و فعل کے تضاد کو ختم کرنے کی شدید ضرورت کا احساس دلایا ہے۔ اس ضمن میں وہ اس حد تک کہہ گئے ہیں کہ ہم نے اگر صورت حال کی نزاکت کا ادراک نہ کیا تو پھر اسلام ہمیشہ کے لئے کتابوں اور مقبروں میں دفن ہو کر رہ جائے گا۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام ابدی دین ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ و نگہبان ہے اور اگر اس مادی دور کے مسلمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں ناکام رہے تو اللہ دین حقہ کی سربلندی کے لئے خود کوئی جمعیت پیدا کر دے گا۔ اس لئے ہم اسلام کے مستقبل سے مایوس نہیں، بہرکیف انسان اس وقت بڑے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ ایک جانب ہولناک ایٹمی جنگ کے بھیانک خطرات اس کے ذہن پر خوف طاری کئے ہوئے ہیں۔ اور دوسری جانب اس کے خود ساختہ اقتصادی، سیاسی قانونی اور عدالتی نظاموں نے اسے ایک عجیب عذاب و اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس کے مضطرب قلب و روح کسی نئے نظام کے متلاشی ہیں۔ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ وہ اکمل ترین ضابطہ حیات ہے۔ جو ہر دور میں انسان کی دنیوی و اخروی نجات کا ضامن بن سکتا ہے۔ لیکن ہماری اپنی یہ حالت ہے کہ پڑھے لکھے مسلمان الا ماشاء اللہ اسلام کے اصولوں کو از کار رفتہ، فرسودہ اور بے کار سمجھ کر فراموش کر رہے ہیں اور جو لوگ اسلام کا نام لیتے ہیں۔ وہ اس کے اصولوں اور ضابطوں پر عمل کرنے کی مثال پیش نہیں کرتے۔ وہ قول و فعل کے تضاد کے مریض ہیں۔ دوسرے اسلامی ممالک کو چھوڑیئے۔ اسلام کے نام

پہ معرضِ وجود میں آنے والے اس ملک (جس کی بقا و سالمیت بھی اسلام ہی کی رہینِ منت ہے) میں قول و فعل کا یہ تضاد و منافقت کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ جھوٹ، مکر، فریب، عیاری، زر اندوزی، فحاشی و عریانی، رشوت و بد خواتی اور دوسری ان گنت معاشرتی لعنتوں، علاقائی عصبیتوں وغیرہ کو جو فروغ دوست حاصل ہو رہی ہے۔ وہ ہم مسلمانوں کے لئے باعث ننگ ہے۔"

(اداریہ نوائے وقت ۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

"دنیائے اسلام ایک بار پھر جس نازک دور میں سے گزر رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر کون ذی شعور مسلمان ہے جو خون کے آنسو نہیں روتا۔ اس تشویشناک حالت کے اسباب کیا ہیں؟ ان کا مطالعہ اور بغور مطالعہ ہر پڑھے لکھے مسلمان پر فرض ہے تاکہ ہم مستقبل کے لئے اپنا کوئی صحیح لائحہ عمل تیار کر سکیں ان اسباب کو اگر چند لفظوں میں بیان کیا جا سکتا (جو بہت مشکل ہے) تو میں کہوں گا۔ ع

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی بے حسی اور بے تدبیری۔ ان کے راہ نماؤں کی دین سے دوری، قرآنی تعلیمات پر عمل کر کے مسائل زندگی کو حل کرنے سے اجتناب، جذبۂ جہاد کا فقدان، علاقائی اور نسلی عصبیت، فروغ اسلام کے فرض سے بے وفائی، اللہ کے احکام سے سرتابی، انتہاء درجہ کی بے حسی انجام سے بے پرواہ ملی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت۔ بے عملی (بلکہ بدعملی) کی زندگی گزارنے کا رجحان، راہنماؤں کا ہیچو ما دیگرے نیست کا زعم مل کر کام نہ کرنے سے گریز، عالمی مسائل اور ان کے حل سے بے خبری، عاقبت نا اندیشی، اتحادِ عالم سے بے پروائی، الغرض کون سا عیب ہے جو ہم میں من حیث القوم نہیں ہے۔

ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ میں نے ایک ہی سانس میں ساری نہیں تو اکثر کمزوریاں اور خرابیاں بیان کر دیں، میں اس کے سوا کیا عرض کر سکتا ہوں۔ ع

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

میرے لہجے میں سختی اس واسطے بھی ہے کہ حقیقت کو عیاں کرنے کے لئے مصلحت سے کام نہیں لینا چاہئے

نوا را تلخ تر مے زن چوں ذوقِ نغمہ کم یابی

ضرورت کے وقت صاف گوئی سے کام لینا چاہیئے خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ معلوم ہو۔"

مرض کی نشاندہی اور اس کا اعتراف بجا، علاج بھی تجویز کیا ہوتا کہ مرض بہت مزمن ہے۔

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار آتا

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وعک ابوبکر و بلال فکان ابوبکر اذا اخذتہ الحمّٰی یقول

کلّ امریٔ مصبّحٌ فی اھلہ — والموت ادنیٰ من شراک نعلہ

وکان بلال اذا اقلع عنہ الحمّٰی یرفع عقیرتہ یقول

الا لیت شعری ھل ابیتنّ لیلۃ ÷ بوادٍ و حولی اذخرٌ و جلیل

وھل اردن یوماً میاہ مجنّۃ ÷ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

(بخاری باب حرم المدینۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کو سخت تپ آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب تپ چڑھتا تو وہ یہ شعر گنگنایا کرتے ہر آدمی اپنے کنبہ میں صبح گھر والوں کی دعائیں لیتا ہے (عرب صبح جب ملیں تو کہتے ہیں صبحک اللہ بخیر (اللہ تیری صبح بہتر کرے) لیکن حال یہ ہے کہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی قریب ہوتی ہے۔ اور بلالؓ کا جب تپ اترتا تو اونچی آواز سے مکہ کی یاد میں یہ شعر پڑھتے۔ اے کاش کیا پھر کبھی مَیں اس وادی میں رات گزاروں گا۔ جب میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہوں گے۔ یہ دو نوں گھاس مکہ کی وادیوں میں اُگتے تھے اور کیا کبھی میں مجنّہ کے پانیوں پر آؤں گا۔ اور کیا کبھی شامہ اور طفیل کے مقام مجھے نظر آئیں گے۔

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ ایک دن اس نے اپنے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور اسلام کی یہ بھی تعلیم ہے کہ بے شک موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ لیکن کوئی نہیں جانتا یہ کب آئے گی۔ موت یقینی اور قطعی ہے۔ اس سے مفر نہیں جب اس کا وقت آئے گا۔ کوئی اس سے بچ نہیں سکتا۔ ایک دانا اور دنیدار کو اس وقت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اس وقت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شعر سے یہ تصوّر نمایاں ہے۔ وہاں بلالؓ کے اشعار سے حُبِّ مکہ، حُبِّ وطن کا جذبہ ہویدا ہے۔

—(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)—

انبیاء و اولیاء کی نورانی عمر کے دو حصے

"سو خدائے تعالیٰ اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے ..... اور یہ مصائب حقیقت میں انبیاء اور اولیاء کے لئے روحانی نعمتیں ہیں جن سے دنیا میں ان کے اخلاق فاضلہ جن میں وہ بے مثل اور مانند ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اگر خدا ان پر یہ مصیبتیں نازل نہ کرتا تو یہ نعمتیں بھی ان کو حاصل نہ ہوتیں۔ اور نہ عوام پر ان کے شمائل حسنہ کما حقہ کھلتے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح اور ان کے مساوی ٹھہرتے۔ اور گو اپنی چند روزہ عمر کو کیسے ہی عشرت اور راحت میں بسر کرتے۔ پر ایک دن اس دارِ فانی سے گزر جاتے۔ اور اس صورت میں نہ وہ عیش اور عشرت ان کی باقی رہتی نہ آخرت کے درجات عالیہ حاصل ہوتے۔ نہ دنیا میں ان کی وہ شہرت اور جوانمردی اور وفاداری اور شجاعت شہرۂ آفاق ہوتی۔ جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے جن کا کوئی مانند نہیں۔ اور ایسے یگانہ ٹھہرے جن کا کوئی ہم جنس نہیں۔ اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جن کا کوئی ثانی نہیں۔ اور ایسے غیب الغیب ٹھہرے جن تک کسی ادراک کی رسائی نہیں۔ اور ایسے کامل اور بہادر ٹھہرے کہ گویا ہزارہا شیر ایک قالب میں ہیں۔ اور ہزارہا پلنگ ایک دل میں جن کی قوت اور طاقت سب کی نظروں سے بلند تر ہو گئی اور جو تقرب کے اعلیٰ درجات تک پہنچ گئے۔

اور دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتح مند ہونا، صاحب اقبال ہونا، صاحب دولت ہونا صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگزر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشوں کی خیر خواہی بجا لانا۔ دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا۔ دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا۔ یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے۔ اور اسی وقت یہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونوں میسر ہوں۔"

(براہین احمدیہ حصہ اول ص۲۶۸ تا ص۲۷۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

وَوَاللّٰہِ لَوْلَا حُبُّ وَجْہِ مُحَمَّدٍ

بخدا اگر مجھے محمد مصطفےٰ سے محبت نہ ہوتی

محبوب کی تعریف کا بیان اس کے حسن وجمال پر اطلاع پانے سے ہی ہوسکتا ہے۔ اور جتنا زیادہ کوئی محبوب کی محبت میں گداز ہوگا اتنا ہی اس کے بیان میں سوز ہوگا۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت جزو ایمان ہے آپ کی محبت متاعِ ایمان ہے اور اگر آپ سے حقیقی محبت ہے تو آپ کے دین کی اشاعت کی تڑپ اور قربانی کا جذبہ بھی سوا ہونا چاہیئے۔ سچا عاشق محبت اور عشق کی وجہ سے ہر تکلیف سہتا ہے لیکن محبوب کے در کو نہیں چھوڑتا۔ ذیل کے اشعار سے یہی حقیقت آشکار ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہرایک کو حُبِّ محمد صلے اللہ علیہ وسلم عطا کرے۔

أَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَدِيْنِهٖ　　أَيَبْدُوْ لَكُمْ اٰيَاتُنَا الْيَوْمَ اَوْغَدًا

کیا ہم دین سے اور رسول سے دُور بھاگتے ہیں۔　　تم پر ہمارے نشان آج یا کل کھل جائیں گے۔

وَوَاللّٰهِ لَوْلَا حُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ　　مَا كَانَ لِيْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدًا

خدا کی قسم اگر مجھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہوتی تو مجھے طاقت بھی نہ ہوتی کہ احمد کی مدح کر سکتا۔

وَكَمْ مِّنْ مَّصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا　　وَكَمْ مِّنْ تَكَالِيْفٍ سَئِمْتُ تَوَدُّدًا

کس قدر مصیبتیں مَیں رسول کی راہ میں چکھ رہا ہوں۔　　کس قدر تکلیفیں محبت کے ذریعہ سہہ رہا ہوں۔

وَغَمٍّ يَفُوْقُ ظَلَامَ لَيْلٍ مُظْلِمٍ　　وَهَوْلٍ كَلَيْلِ السَّلْخِ يُبْدِيْ تَهَدُّدًا

اور ایسے غم جو کالی رات سے بھی زیادہ تاریک ہیں۔　　اور دہشتیں ایسی جو چاند کی سلخ کی رات کیسی ڈراؤنی ہیں۔

وَضَرٍّ كَضَرْبِ الْفَاسِ اَصْلَتَ سَيْفَهٗ　　وَخَوْفٍ كَاَصْوَاتِ الصَّرَاصِرِ شُدِّدَا

اور دکھ کلہاڑی کی چوٹ کی طرح　　اور خوف اندھیروں کی آواز کی طرح ظاہر ہوئے

(درثمین عربی صفحہ ۵۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

نہ رسی تا یقیں ز راہِ قیاس

قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہنچے گا

عقل مرکب کے ذریعہ ہم خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ خدا کا قرب، اس کا پیار اس کے فضلوں سے حاصل ہوتا ہے۔ عقل صرف ہونا چاہیئے تک ہمیں لے جاتی ہے۔ جبکہ خدا کا کلام قبولیتِ دُعا آپ کو "ہے" کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ اور کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

ایک مومن فقط قصے کہانیوں پر اکتفا نہیں کرتا وہ تو یہ نعرہ بلند کر کے اس کے قرب کے میدانوں میں اترتا ہے ؎

موسیٰ کے ساتھ رہیں تیری لن ترانیاں ؛ زنہار میں نہ مانوں گا چہرہ دکھا مجھے

ایک عاشق بارگاہِ الوہیت کے اشعار پڑھیئے اور لطف اٹھائیے ؎

نہ رسی تا یقین ز راہِ قیاس　　　ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس

قیاس کی راہ سے تو یقین تک نہیں پہونچے گا　　　اس کی تو سب بنیاد شک اور وہم پر ہے۔

گر ز فکر و نظر گداز شوی　　　ایں نہ ممکن کہ اہلِ راز شوی

اگر غور و فکر کرتے کرتے تو تھک بھی جائے۔　　　تب بھی ناممکن ہے کہ صاحبِ اسرار ہو جائے

گر دو صد جان تو ز تن برود　　　ایں نہ ممکن کہ شک و ظن برود

اگر تیرے بدن میں سے دو سو جانیں بھی نکل جائیں۔　　　تب بھی ممکن نہیں کہ شک اور ظن دُور ہو۔

ہست دارُوئے دل کلامِ خدا　　　کے شوی مست جز بجامِ خدا

دل کی تسکین کا علاج تو خدا کا کلام ہے۔　　　خدا کے جام کے سوا تو مست کب ہو سکتا ہے

ہست بر غیر راہِ آں بستہ　　　ہمہ ابوابِ آسماں بستہ

اس کا راستہ غیر کے لئے مسدود ہے۔ اور آسمان کے سارے دروازے (غیر کے واسطے) بند ہیں۔

دعا اور آدابِ دعا

تجھے دُنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۔ (مومن آیت ۶۱)

اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔ یقیناً جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیں گے وہ ضرور جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔

اُدْعُوْنِيْٓ شرط ہے اور اَسْتَجِبْ لَكُمْ جزا ہے۔ خدا تمہاری دعا قبول کرے گا شرط یہ ہے مجھ سے مانگو کسی اور سے نہ مانگو اور آیت کا آخری حصہ یہ تبلاتا ہے کہ جو خدا سے نہیں مانگتا وہ متکبر ہے۔ اور متکبر کی قسمت میں رسوائی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یعنی خدا کی ناراضگی کا وہ مورد ہوگا۔

البقرہ کی آیت ۱۸۷ میں بھی یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔

اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تو ان کو کہہ دے میں ان کے قریب ہوں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پس چاہیئے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

دونوں آیات میں یہ مفہوم مشترک ہے کہ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کی دعا کو قبول

کرتا ہوں۔ دعا کرنے والا حقیقی موحد ہو۔ وہ میرے سوا کسی کو معبود و مقصود اور مطلوب نہ سمجھے۔ وہ کسی اَور دَر کی دریوزہ گری نہ کرے۔ وہ میری دہلیز کے سوا کسی اَور در کی جبین سائی نہ کرے۔ جب یہ ایمان رکھتے ہوئے میرا بندہ مجھے پکارے گا تو مَیں اُس کی دعا ضرور سنوں گا۔

حبیبِ کبریا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کی مناجات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو آپؐ کی دعاؤں میں ہمیں یہی حقیقت نظر آتی ہے۔ آقائے من جب سونے کے لئے تکیہ پر سر رکھتے تو اپنے پروردگار سے مخاطب ہوکر کہتے۔

اللّٰھُمَّ اسلمتُ نفسی الیك ووجّھتُ وجھی الیك و فوضتُ امری الیك رغبةً ورھبةً الیك لاملجأ ولا منجا منك الّا الیك. لا ملجأ ولا منجا منك الا الیك (ابواب الدعوات ترمذی)

اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کردیا۔ اور مَیں نے اپنا رخ آپ کی طرف کرلیا اور مَیں نے اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا۔ آپ کی محبت اور آپ کے خوف کی وجہ سے اور میں نے آپ کو اپنی پشت پناہ بنالیا۔ اور کوئی مخلصی اور نجات کی راہ نہیں مگر تیری طرف۔

دنیا محوِ خواب ہوتی لیکن محبوبِ خدا رات کی تنہائی میں اپنے خدا سے عجز و نیاز کے لئے کھڑے ہوجاتے اور پھر کہتے۔

اللّٰھمّ لك اسلمتُ وبك اٰمنتُ وعلیك توکلتُ والیك انبتُ وبك خاصمتُ والیك حاکمت (ترمذی)

اے پروردگار مَیں نے اپنے آپکو تیرے حوالے کردیا اور مَیں تجھ پر ایمان لایا میرا توکل تجھی پر ہے۔ مَیں تیرے سامنے جھک گیا۔ اور دشمن کے مقابلہ میں تو ہی میری ڈھال ہے۔ میں تیرے حضور فریاد کناں ہوں۔

اور کبھی یہ دعا کرتے آپؐ ہم کو نظر آتے ہیں۔

اللّٰھم انّی اسئلك الفوز فی القضاء ونزل الشھداء وعیش السعداٌ والنصر علی الاعداء اللّٰھم انی انزل بك حاجتی . . . . علیك التکلان (ترمذی ابواب الدعوات)

اے اللہ تقدیروں کے مالک، تقدیر میں کامیابی کا تجھ سے طالب ہوں۔ شہداء کی منزل کا تجھ سے طلب گار ہوں اور خوش نصیبوں کی زندگی کا تجھ سے خواہاں ہوں۔ دشمنوں کے خلاف

مدد تجھی سے چاہتا ہوں۔ اپنی ضروریات تیرے در پر لے کر آیا ہوں تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔

دُعا کرنے کا ڈھب بھی کوئی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھے۔ محبت کا کیا انداز ہے۔ سوائے خدا کے کوئی سہارا نہیں اور یہ جذبہ رکھتے ہوئے اور برملا اس کا اظہار کرتے ہوئے جب پستی اور لاشے کا لبادہ اوڑھ کر بندہ حق اس کے دربار میں آجاتا ہے تو پھر ارحم الراحمین اپنے عاجز خادم کو واپس نہیں لوٹاتا۔ اس آسمانی آقا کے متعلق اس کے عارف بندے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ باحیا سخی ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اسے شرم آتی ہے کہ اسے خالی ہاتھ لوٹائے۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ دعا کرنے والا انتہائی اشتیاق اور عالم گھبراہٹ میں اس ذات احدیت کی طرف ہی توجہ کرے۔ آئیے اس کا ایک نظارہ آپ کو سرور کونین کی زندگی میں کراؤں۔ طائف کی خوشنما اور سرسبز وادی کے سنگدل انسانوں نے جب سنگ باری کر کے میرے آقا کو لہو لہان کیا اور دور تک آپؐ کا تعاقب کیا تو عتبہ اور شیبہ کے باغ میں انگور کی بیل کے سایہ میں کھڑے ہو کر لولاک لما خلقت الافلاک کے مصداق نے اس ذات کو یوں پکارا۔

اللّٰھم الیک اشکو ضعف قوّتی و قلّۃ حیلتی وھوانی علی النّاس یا ارحم الراحمین۔ انت رب المستضعفین۔ وانت ربّی الی من تکلنی؟ الی بعید یتجھمنی ام الی عدوّ ملّکتہ امری؟ ان لم یکن بک علیّ غضب فلا ابالی۔ ولکن عافیتک ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھک الّذی اشرقت لہ الظلمات، واصلح علیہ امر الدنیا والآخرۃ۔ من ان تنزل بی غضبک او یحلّ علیّ سخطک۔ لک العتبیٰ حتّٰی ترضٰی لاحول ولا قوۃ الا بک۔ (ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۸۶)

کس قدر درد ناک ہیں اس دعا کے الفاظ کہ پتھر بھی سنیں تو جگر شق ہو جائے۔ زمین سنے تو لرز جائے۔

اے اللہ اپنی کمزوری، کمیٔ اسباب اور بے کسی کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے کمزوروں کا پروردگار تو ہے اور میرا رب بھی تو ہے۔ مجھے کس کے سپرد کرے گا۔ اس کے جو دور ہے اور ترشرو ہے۔ کیا تو نے میرا معاملہ دشمن کے سپرد کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو ان تکالیف کی کیا پرواہ۔ تیری عافیت کا دامن میرے لئے بہت فراخ ہے۔ تیرے چہرہ کے نور کی پناہ مانگتا ہوں جس نور سے اندھیرے چھٹ گئے۔ اور دنیا اور آخرت سنور گئی کہ تیرا غضب یا ناراضگی مجھ پر نازل ہو۔ اللہ مجھے تیری رضا درکار ہے۔ کسی کو کوئی قوت اور طاقت

نہیں مگر تیری ہی عطا کردہ ہے۔

یہ ہے وہ روح اور جذبہ جو دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے۔ اس جذبہ میں ڈوب کر اس آقا کے فرزند جلیل نے کہا تھا ؂　حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

آدابِ دُعاء

ہر چیز کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ نماز کے آداب ہیں۔ مسجد کے آداب ہیں۔ گفتگو کے آداب ہیں۔ مجلس کے ہیں سونے کے ہیں۔ دعا کے بھی کچھ آداب ہیں۔ اگر ہم ان کو ملحوظ رکھیں تو ہماری دعا رائیگاں نہ جائے گی۔ اور پروردگار کے دربار میں اسے رسائی حاصل ہوگی۔

(۱) دعا گناہ اور قطع رحم کے متعلق نہ ہو یعنی خیر خواہی اور نیکی پر مشتمل دعا ہو۔ صادق و مصدوق فرماتے ہیں۔

ما من احدٍ یدعوا بدعاءٍ الا اتاہ اللہ ما سأل او کف عنہ من السوء مثلہ مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم　(ترمذی)

کہ بندہ جو کچھ مانگتا ہے خدا وہی عطا کرتا ہے اور اسکی تکلیف اور اس کا دکھ بھی دُور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ شخص گناہ کی دعا یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ اس کی مثال یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ اللہ سے کہے میرے چچازاد یا فلاں رشتہ دار کو طاعون کا پھوڑا نکلے۔ یا اس کا مکان زمین بوس ہو جائے۔

قبولیتِ دعا کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دعا کرنے والا کینہ اور بغض سے پاک ہو۔ اس کا سینہ ہر ایک کی طرف سے صاف ہو۔

(۲) آدابِ دعا میں سے ایک یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تنگی اور عسر میں تمہاری دعا قبول ہو تو آسائش اور یسر میں زیادہ خدا سے دعا کرو۔ ارشاد رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے

من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرّخاء　(ترمذی ابواب الدعوات)

جو چاہتا ہے کہ شدائد میں خدا اس کی دعا قبول کرے وہ آسائش کے زمانہ میں خدا سے زیادہ دعا کرے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے ؂

ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانیئے گا خواہ وہ کیسا ہو صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

(۳) دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ اس کا دل یادِ خدا سے غافل نہ ہو۔ ارشادِ رسولؐ ہے۔

واعلموا ان اللّٰہ لا یستجیب دعاءً من قلبٍ غافلٍ لاہٍ (ترمذی)

خبردار! خدا تعالےٰ غافل، خدا کی یاد سے لاپرواہ دل کی دعا نہیں سنتا۔ گویا وہی بات ہے جو دم غافل سو دم کافر۔

بخاری، مسلم، ترمذی کے ابواب الدعوات کا جب میں نے مطالعہ کیا تو دیکھا کہ ان ائمہ نے دعا اور ذکر الٰہی کی احادیث کو اسی عنوان یعنی دعا کے نیچے جمع کیا ہے۔ گویا ذکر الٰہی بھی دعا ہے۔ اس کی یاد اس کو پکارنا ہی تو ہے۔ تب مجھے وہ روایت سمجھ آئی جس میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ

"اگر آدمی تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو لیٹے ہی اس کا ذکر کرتا رہے۔"

کہ اس کا ذکر بھی دعا ہے۔

(۴) دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دعا میں لاپرواہی یعنی استغناء کا اظہار نہ ہو بلکہ الحاح اور عاجزی ہو۔ مثلاً یہ نہ کہے۔ دینا ہے تو دے نہیں دیتا تو نہ دے۔ حدیث میں آتا ہے۔

لا یقول احدکم اللّٰھم اغفر لی ان شئت اللّٰھم ارحمنی ان شئت لیعزم المسئلۃ فانہ لا مکرہ لہ (ترمذی باب الدعوات)

اور تقریباً یہی الفاظ بخاری ابواب الدعا میں ہیں

کہ یہ مت کہو اگر تو چاہتا ہے تو بخش دے۔ اگر تو چاہے تو رحم کرے بلکہ مانگنے میں اصرار ہو۔ خدا کو کوئی مجبور تو نہیں کر سکتا۔ دعا سے مانگنے سے ظاہر ہے کہ بندہ اس کی رحمتوں کا محتاج اور طلب گار ہے۔ قرآن نے یہ تو سکھایا ہے کہ

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

اے پروردگار میں بھلائی کا محتاج ہوں۔ ڈال دے سب میری جھولی میں۔

(۵) قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ ظلم سہے مظلوم بنے۔ مظلوم کی دعا کو قبولیت بارگاہ احدیت میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ تو اس والی کو کہا۔

اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ وبین اللّٰہ حجاب (بخاری کتاب المغازی)

معاذ! مظلوم کی پکار سے بچ کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی روک نہیں ہے

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن ÷ اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

(۶) رات کی تنہائیوں میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ راتوں کے چلائے ہوئے دعا کے تیر خطا نہیں جاتے رسہام اللیل نشانے پر بیٹھتے ہیں۔ ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا حتی یبقی ثلث اللیل الآخر فیقول من یدعونی فاستجیب لہ من یسئالنی فاعطیہ ومن یستغفرنی فاغفر لہ

(ترمذی ابواب الدعوات)

کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے۔ میں اسے بخش دوں۔

اور ابو امامہؓ سے مروی ہے۔

قال جوف اللیل الآخر الدعاء فیہ افضل وارجیٰ (ترمذی)

رات کے آخری حصہ میں دعا افضل اور انفع ہے۔

سب سے افضل دعا۔

خدا سے بہت کچھ انسان مانگتا ہے اور مومن تو نمک اور جوتی کا تسمہ بھی خدا سے ہی مانگنے کا ارشاد ہے۔ لیکن سب سے افضل شے کیا ہے جو بندہ مانگے۔ حضرت انسؓ بن مالک نے ایک روز رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ سب سے افضل دعا کیا ہے حضورؐ نے فرمایا:۔

سل ربک العافیۃ والمعافاۃ فی الدنیا والآخرۃ (ترمذی ابواب الدعوات)

کہ انسؓ اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کر۔ حضرت انسؓ نے تین بار پوچھا یا رسول اللہ سب سے افضل دعا کیا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا خدا سے عافیت مانگ اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی۔

ہمارا ایمان ہے کہ فانی فی اللہ لوگوں کی اندھیری راتوں کی دعائیں انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔ دنیا کی تقدیریں بدل سکتی ہیں۔ دعاؤں سے دل بدل سکتے ہیں۔ عرب کے بیابان میں وہ جو عجیب ماجرا گزرا اس کا سبب اس فانی فی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ہی تھیں۔

حدیث میں آتا ہے مسلمان کھلے بندوں جب عبادت بھی نہ کر سکتے تھے۔ ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پروردگار عالم سے دعا کی۔

اللّٰھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب (ترمذی باب الدعوات)

اے اللہ اسلام کو غالب کر ان دو آدمیوں میں سے جو تجھے زیادہ پیارا ہے۔ ابو جہل یا عمر بن خطاب سے خباب بن ارت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ دعا کرتے سنا تو ابھی چوبیس گھنٹے نہ گزرے تھے کہ عمر گھر سے حضور کو قتل کرنے نکلے لیکن قدموں میں آ گرے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے (ابن ہشام جلد اول ص۲۳۰ قصہ اسلام عمر بن الخطاب)

عمرؓ کا مسلمان ہونا تھا کہ انہوں نے حضرت حمزہؓ کو کہا ایک صف کے آگے آپ ہوں اور دوسری صف کے آگے میں اور چلو خانہ کعبہ میں چل کر نماز ادا کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بہت پتے کی باتیں کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

ان اسلام عمر کان فتحاً وان ھجرتہ کان نصراً وان امارتہ کان رحمۃ" (ابن ہشام جلد اول ص۲۲ قصہ عمر بن الخطاب)

عمر کا اسلام فتح عظیم تھی اور اس کی ہجرت نصرت خداوندی تھی اور اس کی خلافت رحمت باری تھی۔

یہ تو حضورؐ کی دعا کا جمالی پہلو تھا آپؐ کی ایک جلالی دعا کا بھی کرشمہ ملاحظہ ہو حضور خانہ کعبہ کے سایہ میں سجدہ ریز تھے کہ ایک بدبخت عقبہ بن ابی معیط اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لایا اور حضورؐ کی پشت پر گند سے بھری ہوئی رکھ دی۔ حضرت فاطمہؓ آئیں مقدس باپ کی پشت سے یہ گند اٹھایا۔ ما ینطق عن الھوی کے مصداق نے ہاتھ اٹھائے اور کہا۔

اللہ اے شیبہ بن ربیعہ۔ عتبہ بن ربیعہ۔ ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام سے نپٹو۔

عبداللہ بن عمر بن عاص کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے اس دعا کا کرشمہ دیکھا۔ اسلام اور کفر کے پہلے ہی معرکہ میں جسے خدا تعالےٰ نے یوم الفرقان کہا ہے یعنی بدر کے میدان میں میں نے ان کی لاشوں کا حلیہ بگڑا ہوا دیکھا۔ ایک کی تو انتڑیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ (بخاری کتاب المغازی)

حدیث ہے کہ امت کے آخر کی اصلاح کے ذرائع بھی وہی ہوں گے جن کے ذریعہ اس کے اوائل میں ترقی ہی تھی اور وہ بڑا ذریعہ تھا دعا۔ مظلوموں کی فی اللہ، راتوں کو جاگنے والے، سب کا بھلا چاہنے والوں، ذکر الٰہی کرنے والوں کشائش میں اس کے سامنے جھکے رہنے والوں کی دعائیں۔ آؤ اسی کو پکاریں کہ ہمارا سہارا وہی ہے۔ ہم بے بس اور بے کس ہیں لیکن اس کو سب طاقتیں ہیں جس نے ہمیں اس کا چہرہ دکھایا اس نے کہا۔ ؎

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا ÷ کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا ÷ کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی ÷ فسبحان الذی اخزی الاعادی

الاحکام تحت ظلال القرآن

—(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ)—

خطبہ نکاح :-

سوال :- کیا لڑکی کے لئے خطبۂ نکاح کے الفاظ سننے ضروری ہیں ؟

جواب :- صحت نکاح کے لئے خطبہ نکاح کے الفاظ لڑکی کے لئے سننا ضروری نہیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے لڑکی نکاح پر رضامند ہونے کا اظہار کرے۔ اگر اس رضامندی کے گواہ مجلس اعلان نکاح میں موجود ہیں۔ یا لڑکی اور اس کے گواہوں کی رضامندی کا تحریری ثبوت موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا۔

سوال :- خطبہ نکاح کے بعد لڑکے اور لڑکی کے والد سے ایجاب وقبول کروانا یا نہیں رہا۔ باقی تمام امور فارم پر گواہوں کے سامنے پر ہوئے کیا نکاح دوبارہ پڑھا جائے۔ اب ایجاب وقبول کرانے کی کیا صورت ہے۔

جواب۔ جو صورت بیان کی گئی ہے اس کے مطابق نکاح ہو گیا۔ اب دوبارہ ایجاب وقبول کرانے یا اس کے لئے کوئی تقریب مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ ایجاب وقبول کا معروف طریق یہ ہے کہ نکاح کی تقریب سے متعلق خطبہ مسنونہ کے بعد مجلس نکاح میں پہلے لڑکی یا اس کے وکیل سے پوچھا جائے کہ تمہارا نکاح فلاں ابن فلاں سے اتنے روپیہ مہر پر قرار پایا ہے "کیا آپ کو منظور ہے"۔ لڑکی یا اس کا وکیل جواب دے "جی ہاں منظور ہے"۔ یہ ایجاب ہے۔ پھر لڑکے یا اس کے وکیل سے پوچھا جائے کہ تمہارا نکاح فلاں بنت فلاں سے اتنے مہر پر قرار پایا ہے "کیا تمہیں منظور ہے" لڑکا یا اس کا وکیل جواب دے "جی ہاں منظور ہے"۔ یہ قبول ہے۔

سوال۔ نکاح فارم پر لڑکی اور لڑکے کے منظوری کے دستخط ہو چکے تھے صرف نکاح خوان کا اعلان کرنا باقی تھا۔ مہر کی رقم بھی مقرر ہو چکی تھی۔ اب کسی بناء پر لڑکی اور لڑکے کے والدین میں ناراضگی ہو گئی اور نکاح خوان نکاح کا اعلان نہ کر سکا۔ اب اس معاملہ کی شرعی حیثیت کیا ہوگی ؟

جواب۔ معروف رواج اور مسنون طریق عمل تکمیل نکاح پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ایجاب وقبول کے اعلان کے بغیر نکاح کی کارروائی مکمل نہیں سمجھی جائے گی۔ پس صورت مذکورہ کو منگنی کا عملی اقدام تصور

کیا جائے گا اسے نکاح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

نکاح اور ناجائز تعلق میں فرق

سوال:- جب ایک مرد اور عورت باہمی رضامندی سے ہمبستری کر لیتے ہیں تو اس کا نام زنا رکھا ہے اور اس سے روکا ہے اس میں کیا حکمت ہے۔

جواب:- نکاح دنیا کا ایک مہذب طریق ہے اور نکاح کے بغیر میاں بیوی والے تعلقات کو دنیا کے سب مذاہب نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اس طریق سے ذمہ داری کا احساس جاتا رہتا ہے۔ معاشرہ میں گندگی پھیلتی ہے۔ اور نسل انسانی کی بقا معرض خطر میں پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ اس تعلق کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوگا اس کی پرورش کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ اس طرح ایک جان کے ضائع ہونے کا امکان ہے۔ پھر یہ طریق فحش کو پھیلاتا ہے جس سے انسانی اخلاق گراوٹ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس ان خرابیوں کی بنا پر اسلام نے نکاح کے معروف طریق کو اختیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عورت مرد اور وہ لوگ جو اس کے بہت ہی قریبی رشتہ دار ہیں یعنی ولی سب راضی ہوں اور ان کی رضامندی کا باقاعدہ اعلان ہو جائے۔ تب یہ تعلق قائم کرنا چاہیئے۔ تاکہ اخلاق اور نسل انسانی کی حفاظت ہو۔ اور فریقین معاہدہ کی ذمہ داریوں کے پابند ہوں

نکاح اور کفو

سوال:- رشتہ ناطہ میں ہم قوم شخص کے بارے میں کن امور کا خیال رکھنا چاہیئے؟

جواب:- رشتہ ناطہ کے بارے میں اسلام نے جو ہدایات دی ہیں۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ ہے کہ اس معاملہ میں فریقین کی رضامندی اور مرضی کو پیش نظر رکھا جائے۔ یعنی دونوں ہم کفو ہوں یعنی دین میں ایک جیسے ہوں اور ان کا تمدن بھی ملتا جلتا ہو تاکہ ان کے رہن سہن میں بعد میں کسی قسم کی خرابی کا احتمال نہ ہو۔ البتہ اگر لڑکی اور لڑکا دونوں باہم شادی کرنے پر رضامند ہوں اور تمدنی تفاوت کو نظر انداز کر دیں۔ اور جائز ولی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہو تو ایسا نکاح شرعاً جائز ہے اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے نکاح پر معترض ہو۔

سوال:- سید زادی کا نکاح کسی غیر سید سے ہو سکتا ہے؟ یہ مسئلہ کہاں سے پیدا ہوا کہ سید زادی کا نکاح امتی سے کرنا درست نہیں؟

جواب:- یہ مسئلہ کہ سید زادی سے غیر سید کا نکاح جائز نہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ نہ قرآن کریم

میں اس کی ممانعت ہے اور نہ ہی احادیث رسول میں۔ پھر اسلامی مساوات کے بھی یہ خلاف ہے۔ غالباً شیعہ اثرات کے تحت کفو کے مسئلہ سے یہ جاہلانہ نظریہ عامی خیالات میں آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے نکاح کے واسطے جو محرمات بیان کئے ہیں۔ ان میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ مومن کے واسطے سیدزادی حرام ہے۔ علاوہ ازیں نکاح کے واسطے طیّبات کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اور اس لحاظ سے سیدزادی کا ہونا بشرطیکہ تقوے طہارت کے لوازمات اس میں ہوں افضل ہے۔" (بدر ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

(قسط عاشرہ)

مندرجہ ذیل احباب نے ۳۰۰ یا ۳۰۰ سے زائد رقوم تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کی ہیں جزاھم اللہ تعالیٰ (قائد مال)

۱۔ مکرم میجر باسط احمد صاحب: سیالکوٹ شہر	۵۰۰۔۔۔
۲۔ " مولوی عنایت اللہ صاحب بتی اسرائیل ضلع سیالکوٹ	۳۰۰۔۔۔
۳ " ڈاکٹر احمد مصطفےٰ صاحب اوکاڑہ ضلع ساہیوال	۳۰۰۔۔۔
۴ " نعمت اللہ صاحب جتوئی حیدر آباد شہر	۳۱۰۔۔۔
۵ " نعیم احمد صاحب وسیم (ابن الحاج محمد دین صاحب درویش مرحوم) ناظم آباد کراچی	۳۰۰۔۔۔
۶ " " " منجانب صادقہ وسیم صاحبہ	۳۰۰۔۔۔
۷ " " منجانب الحاج محمد دین صاحب درویش مرحوم	۳۰۰۔۔۔
۸ " " " سیّد صادق علی صاحب	۳۰۰۔۔۔
۹ " " " سیدہ سلمہ بیگم صاحبہ	۳۰۰۔۔۔
۱۰ " " " حلیمہ بی بی صاحبہ	۳۰۰۔۔۔
۱۱ " " " مولوی عبد الکریم صاحب فتح پوری	۳۰۰۔۔۔
۱۲ " " " ڈاکٹر سفیر الدین صاحب	۳۰۰۔۔۔
۱۳ " " " ڈاکٹر محمد احمد صاحب	۳۰۰۔۔۔
۱۴ " " " لطیف احمد صاحب عارف	۳۰۰۔۔۔
۱۵ " " " عائشہ بی بی صاحبہ	۳۰۰۔۔۔
۱۶ " " " بابا کرم الٰہی صاحب مرحوم	۳۰۰۔۔۔
۱۷ " " " جملہ اساتذۃ المکرمین	۳۰۰۔۔۔
۱۸ " " " لطیف احمد صاحب مرحوم	۳۰۰۔۔۔

من غرقِ حیرتم کہ چہ شانِ محمدؐ است

(محترم جناب سلیم شاہجہانپوری نواب شاہ سندھ)

ور دہر ہر چہ ہست از آنِ محمدؐ است
من غرقِ حیرتم کہ چہ شانِ محمدؐ است

بر منتہائے اوج رسید است بے گماں
از فرش تا بہ عرش کمانِ محمدؐ است

فرمود کردگار بفرقاں ثنائے او
خلقِ عظیم مظہرِ شانِ محمدؐ است

گفتارِ اوست وحیٔ الٰہی بقولِ حق
شاہد خدا بہ حُسنِ بیانِ محمدؐ است

عرفانِ حق نصیب شود از اطاعتش
آرے نشانِ حق ز نشانِ محمدؐ است

تا بد رخش کسیکہ شقاوت نصیب اوست
ہر خوش نصیب کشتۂ آنِ محمدؐ است

ماہِ مبیں دو لخت شد از یک اشارہ اش
انگشتِ کردگار سنانِ محمدؐ است

اصحابِ حضرت اند گہر ہائے آبدار
ہر لعل بے نظیر ز کانِ محمدؐ است

ذاتِ محمدؐ است وجودِ خدا نما
ذکرِ خدا سرورِ روانِ محمدؐ است

نانے کہ داد حق بہ مسیح و حواریش
آں نانِ دل پسند ز خوانِ محمدؐ است

یارب ببخش عاصی و خاطی سلیم را
کاں ہم فدائے عظمت و شانِ محمدؐ است

نکتہ کی باتیں

---(مکرم غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازی خان)---

۱۔ خدا سے ڈرنا اس کی بخشش کی نشانی ہے۔

۲۔ خدا کا خوف دل کو روشن کر دیتا ہے۔

۳۔ خدا کی یاد ایک ایسی خوشبو ہے جس کی لپٹوں سے آدمی کا دماغ ہمیشہ معطّر رہتا ہے۔

۴۔ تم فراغت میں خدا کو یاد رکھو خدا تمہیں مصیبت اور سختی میں یاد رکھے گا۔

۵۔ اے انسان اگر تو معبودِ حقیقی کی پرستش کرنا نہیں چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔

۶۔ اگر آنکھیں روشن ہوں تو ہر روز روزِ حشر ہے۔

۷۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو بڑی رعائتیں دے رکھی ہیں بشرطیکہ وہ حد سے گزر جانے والوں میں سے نہ ہو۔

۸۔ قیامت میں وہی اعمال بوجھل ہوں گے جو دنیا میں بوجھل نظر آتے ہیں۔

۹۔ دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے۔ بے وقوف ہے وہ شخص جو اس سے دل لگا دے۔ اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لیئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے۔ (مسیح موعود)

۱۰۔ انسان اگر عبادت نہ کرے تو جانوروں سے بدتر ہے اور شرالبریہ ہے۔ (مسیح موعود)

۱۱۔ دنیاوی رشتے تو آنی اور فانی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ کا معاملہ پڑتا ہے۔ پھر اس سے آدمی کیوں بگاڑے۔ (مسیح موعود)

۱۲۔ آدمی ایک ایسا جانور ہے کہ اگر اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ ورنہ بہک جاتا ہے۔ (مسیح موعود)

۱۳۔ تُو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہوا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔

۱۴۔ جس کا انجام موت ہو اس کے لئے خوشی کا کونسا مقام ہے۔

۱۵۔ دنیا اور آخرت دو بیویاں ہیں۔ ایک کو راضی کرو تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

۱۶۔ نفس سے بڑھکر دنیا میں منہ زور اور بدلگام کوئی جانور نہیں۔

۱۷۔ ہنسنے والوں کے ساتھ مت ہنسو مگر روتے والوں کے ساتھ روؤ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا سفر طائف

(مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

(۱)

ایک مسلمان جب طائف شہر کا نام سنتا ہے تو اس کے سامنے تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ آجاتا ہے جس کا تعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس تبلیغی سفر سے ہے جو آپؐ نے طائف کا کیا۔ مکہ معظمہ سے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر طائف کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے جو غیر معمولی زرخیز اور خوشگوار علاقہ ہے۔ آب و ہوا نہایت عمدہ اور باغات کی کثرت ہے اور اعلےٰ درجہ کے پھل یہاں ہوتے ہیں۔ ملک کے امراء گرمی کا موسم یہاں گذارتے ہیں کیونکہ طائف صحت افزا مقام ہے۔

قریش مکہ نے دعوت توحید اور تبلیغ اسلام کو روکنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو مختلف تکالیف اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر آپؐ کو ارشاد خداوندی یہ تھا کہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ اے رسول تو نے پیغام ربّانی کو ہر صورت میں ضرور پہنچانا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم مختلف قبائل کو پیغام اسلام پہنچاتے اور ان کو توحید کی دعوت دیتے اور شرک کے خلاف تلقین کرتے۔ اور ان کے سامنے مدلل اسلوب میں ان الدّین عند اللہ الاسلام کی وضاحت فرماتے۔ مشرکین مکہ نے ان حالات میں انتقام لینے کا فیصلہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔ یہ محاصرہ تقریباً تین سال رہا۔

(۲)

جب یہ محاصرہ ختم ہوا تو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کے لئے طائف کا دورہ کیا۔ تا وہاں جا کر اہل طائف کو اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ آپ نے طائف کا سفر ماہ شوال سنہ ۱۰ میں کیا اور اس شہر میں آپؐ نے تبلیغ اسلام کے لئے دس دن قیام فرمایا اور اس شہر کے صاحب اثر و رسوخ افراد کو تبلیغ کی اور ان کو قرآنی وحی کے کلمات سنائے مگر یہاں کے امراء نے آپؐ کے پیغام کو استہزا اور تحقیر سے رد کر دیا۔ اس وقت طائف شہر میں تین قابلِ ذکر امراء تھے۔ اور وہ تینوں بھائی تھے۔ سارا شہر ان کے حکم کے ماتحت تھا۔

آپؐ نے ان تینوں کو دعوتِ اسلام دی۔ انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور کہا

"اگر آپ صادق ہیں تو ہم کو آپ کے ساتھ گفتگو کی مجال نہیں اور اگر جھوٹے ہیں تو گفتگو فضول ہے۔"

اس خاندان کے افراد نے آپؐ سے کہا کہ بہتر ہے آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ کیونکہ اس شہر میں آپؐ کی گفتگو سننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ اور اس نے شرارت سے اپنی بدبختی کا یہ ثبوت دیا کہ شہر کے اوباش آپؐ کے تعاقب میں لگا دیئے۔ آپؐ پر پتھر برسائے۔ آپؐ کو چوبیں آئیں تین میل تک یہاں کے آوارہ مزاج اشخاص نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ اور آپؐ کو گالیاں دیتے اور کنکر پھینکتے رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے۔ اور طائف سے تین میل کے فاصلہ پر مکہ کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں آکر پناہ لی اور یہ ظالم لوگ واپس چلے گئے۔ حضورؐ نے درختوں کے سایہ میں قدرے سکون محسوس کیا اور خدا تعالے سے یوں دعا کی۔

اللّٰھم الیک اشکو ضعف قوّتی وقلّۃ حیلتی وھوانی علی الناس
اللّٰھم یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربّی الخ

اے خدا میں اپنی طاقت کی کمزوری اور قلّت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کا شکوہ تیرے حضور ہی کرتا ہوں۔ اے میرے خدا تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ تو ہی کمزوروں کا خدا ہے اور تو ہی میرا رب ہے۔

اللہ اکبر پیغمبر خدا کا یہ عظیم نمونہ دکھ اور ظلم کے سہتے ہوئے خدا تعالے کے حضور ملتجی ہیں۔ یہ دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا ایک نمایاں اور اہم باب ہے جبکہ آپؐ کا اس دعا میں اپنے رب سے عشق و محبت کے انداز میں خطاب کرنا اور خدا تعالےٰ کی رحمت سے امید رکھنا اور اسی پر ہی توکل کرنا اور اسی پر ہی سہارا کرنا اور خدا تعالےٰ کو اپنا آخری مددگار اور حافظ و ناصر ہونا بیان فرمایا ہے۔

کس قدر خدا تعالےٰ سے محبت کا اظہار ہے اور الفاظ کا انتخاب کس قدر پیارا ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے رحمت کی طلب کس رقّت سے کی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید پر کس قدر یقین ہے۔ اس میں ایک نکتہ ہے کہ جب دعا مانگو تو خدا تعالےٰ کی ذات پر یقین تام ہو کہ وہ سمیع ہے اور وہی مددگار ہے۔

(۳)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عتبہ کے باغ میں درختوں کے سایہ میں اپنے زخموں سے خون صاف کر رہے تھے۔ باوجود اس کے کہ عتبہ انتہائی دشمن تھا۔ پھر بھی صلہ رحمی یا مسافر کی مہمان نوازی کے خیال سے اس نے اپنے

ایک عیسائی خادم عدّاس نامی کے ہاتھ ایک برتن میں آپ کو انگور پیش کئے۔ آپ نے اس کے اس تحفہ کو قبول فرمایا انگور کھانے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے کلمات ادا کئے۔ عدّاس نے ان کلمات کو بڑے تعجب سے سنا۔ کیونکہ اس سے پہلے اس نے ان کلمات کو سنا نہیں تھا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے عدّاس سے پوچھا۔

تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کس مذہب کے ہو؟

اس نے کہا میں نینوا کا ہوں اور عیسائیت سے میرا تعلق ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا وہی نینوا جو خدا کے نیک بندے یونسؑ بن متّی کا مسکن تھا۔ عدّاس نے کہا کہ ہاں۔

عدّاس نے پوچھا مگر آپ کو یونسؑ کا حال کس طرح معلوم ہوا آپ نے فرمایا وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی خدا کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔

اس کے بعد آپ نے اس کو توحید اور اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ عدّاس پر اس کا بڑا گہرا اثر ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ چوم لئے۔ اس نظارہ کو عتبہ دیکھ رہا تھا۔ تو اس نے عدّاس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا تھا اور اس کو ڈانٹا کہ اس شخص کے مذہب کو ہرگز قبول نہ کرنا۔

طائف کا یہ تبلیغی سفر اسلام کی ابتدائی تاریخ بتلا رہا ہے کہ کن حالات اور ماحول سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو واسطہ پڑا۔ یہ سفر آپ کی سیرت کا ایک نمایاں واقعہ ہے آپ کی اس سفر سے استقامت، جذبہ تبلیغ اور عظیم صبر کا پتہ چلتا ہے۔ یہ وہ عظیم اور قابل ذکر تاریخی واقعہ ہے جس کا ذکر مشہور مستشرق سرولیم میور یوں کرتا ہے۔

> "محمدؐ کے سفر طائف میں عظمت اور شجاعت کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ ایک تنہا شخص جسے اس کی قوم نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور ردّ کر دیا وہ خدا کی راہ میں دلیری سے اپنے شہر سے نکلتا ہے۔ اور جس طرح یونس بن متّی نینوا آگیا اسی طرح وہ ایک بُت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے یقیناً اس بات پر بہت روشنی پڑتی ہے کہ محمدؐ کو اپنے صدق دعوے پر کس درجہ ایمان تھا۔"

"تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقوے کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہو گا۔" (ملفوظات جلد اول ص۳۰۳)

سونے کے آداب

(حافظ مظفر احمد صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ)

"ہر کمالے را زوالے" کے مصداق دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ انسانی جسم بھی متواتر کام کرنے کے بعد تھک جاتا ہے۔ قوت و طاقت زائل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے خلیے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں اور اس حد تک شکست و ریخت ہوتی ہے کہ انسان مسلسل کام نہیں کر سکتا۔ اس بشری تقاضے کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے انسان کے آرام کے لئے رات بنائی جس میں انسان کے ان خلیوں کی مرمت ہوتی ہے۔ اور ایک صحت مند، تنومند اور تازہ دم جسم حاصل ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جیسے فرمایا ہے

هو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه

پس تمام انسانوں کو آرام کرنے اور سونے کی حاجت ہوتی ہے۔ صرف ایک خالق کائنات ہے جو لا تأخذہ سنة ولا نوم کا مصداق ہے اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسلام نے جہاں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہدایات دی ہیں وہاں سونے کے آداب بھی سکھائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ سونے سے قبل ہر طرح سے تسلی کر لینی چاہیئے کوئی ایسا ادھورا کام نہ رہ جائے جس سے نقصان کا اندیشہ ہو اس کی تفصیل حدیث شریف میں بیان ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

اغلقوا الباب واوکوا السقاء واکفئوا الاناء او خمروا الاناء واطفئوا المصباح فان الشیطان لا یفتح غلقاً ولا یحل وکاءً ولا یکشف آنیة فان الفویسقة یضرم علی الناس بیتهم (ترمذی)

اے لوگو سونے سے قبل دروازے بند کر لیا کرو اور مشکیزے وغیرہ کا باندھا کرو اور برتن ڈھانک دیا کرو۔ چراغ بجھا دیا کرو۔ کیونکہ شیطان بند چیز نہیں کھولتا۔ نہ ہی بندھی ہوئی چیز کھولتا ہے اور نہ برتن ننگا کرتا ہے اور چوہیا لوگوں کے گھر جلانے کا باعث بن جاتی ہے۔

۲۔ اسی طرح سوتے وقت بستر جھاڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ فرمایا۔

اذا قام احدکم عن فراشه ثم رجع الیه فلینفضه بصنفة ازاره ثلث مرات فانه لا یدری ما خلفه علیه بعده۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

یعنی جب بستر پر آؤ تو تین مرتبہ چادر جھاڑ لیا کرو۔ کیونکہ کیا معلوم انسان کے بستر پر آنے سے

پہلے اس پر کیا چیز تھی۔ موذی جانور، بچھو، سانپ وغیرہ کے اندیشہ سے یہ حکم فرمایا ہے۔

۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کا طریق بھی سکھایا ہے۔ آپؐ کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ اضطجع علی شقه الایمن کہ آپؐ دائیں پہلو پر لیٹتے تھے، یمن میں برکت کا مفہوم ہے۔ اور دل بھی بائیں طرف قلب ہے۔ اور اس پہلو پر لیٹ کر دل پر بوجھ بھی لحاظ سے بھی مفید نہیں۔ روایات میں ہے کہ آپؐ اس طرح سوتے تھے کہ آپؐ کی دائیں ہتھیلی پر سر ہوتا اور چہرہ کعبہ کی طرف ہوتا۔ سبحان اللہ، سوتے میں بھی برکت و یمن کی خواہش ہے۔ اور خدا کی رضا مطلوب ہے۔

پیٹھ کے بل لیٹ کر پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا آپؐ ناپسند فرماتے تھے۔ کیونکہ اس سے عدم ستر کا احتمال ہے۔ اسی طرح پیٹ کے بل لیٹنا بھی پسند نہ تھا۔ ایک آدمی کو پیٹ کے بل لیٹے دیکھا تو فرمایا یہ طریق اللہ کو پسند نہیں۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کے پہلے حصہ میں سفر پر پڑاؤ کرتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے اور صبح کے وقت پڑاؤ کرتے تو بازوؤں کا سہارا لیتے اور اپنا سر ہتھیلی پر رکھتے۔

حضورؐ نے بچوں کے سونے کے متعلق یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں الگ الگ سلایا کرو۔ وفرقوا بینھم فی المضاجع یعنی ان کے بستر الگ کر دیا کرو۔ یہ حکم بھی کئی حکمتوں پر مبنی ہے۔

۴۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ رات خالی پیٹ اور بھوکے نہیں سونا چاہیئے چنانچہ فرمایا۔

تعشوا ولو بکف من حشف فان ترک العشاء مھرمة

رات کا کھانا کھایا کرو خواہ ردی کھجور کی ایک مٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات کے کھانے کا ترک کرنا انسان کو بوڑھا کرتا ہے۔

اسی طرح روحانی غذا یعنی عبادت کے بغیر سونا بھی ناپسند فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ سونے سے قبل میں نماز وتر ادا کر لیا کروں۔

۵۔ اسی طرح یہ ہدایت بھی دی کہ اگر نماز نیند کی حالت میں رہ جائے۔ تو جب بیدار ہو تو نماز ادا کر لو یہی حکم وتر سے تعلق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر کبھی فرط درد اور آنکھ لگ جانے کی وجہ سے رات نماز تہجد ادا نہ کر سکتے۔ تو دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے اگر نیند کی شدت ہے تو لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ اور قیام الصلوٰة

لسن کری ؟ کے ارشاد کے ماتحت نماز بعد میں ادا کر لی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نماز میں نیند یا اونگھ آ جائے تو پہلے نیند پوری کر لے۔ کیونکہ نہ معلوم وہ کرنے تو لگے استغفار اور نیند میں اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہو۔

۶۔ مسجد میں سونے کی اجازت ہے خصوصاً جبکہ عبادت کی غرض سے انسان سوئے حضرت ابن عمرؓ بڑے عابد و زاہد تھے۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم نوجوان مسجد میں سویا کرتے تھے۔ اصحاب صفہ بھی مسجد میں رہتے تھے۔

۷۔ یہاں تک سونے کے اوقات ہیں اس سلسلہ میں قرآن کریم نے ہدایت فرمائی ہے کہ تین اوقات میں جب آرام کا وقت ہوتا ہے اجازت لے کر گھروں میں آنا چاہیئے۔ فرمایا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ (نور ۵۹)

یعنی اے مومنو! چاہیئے کہ وہ لوگ جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے۔ وہ تین وقتوں میں اجازت لے کر اندر آیا کریں۔ صبح کی نماز سے پہلے اور جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں۔

۸۔ سونے کے وقت اچھے یا برے خواب بھی آتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی کہ جب تم خواب میں کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھو تو بائیں طرف تین مرتبہ تھوکو۔ اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کرو تو وہ نقصان نہیں دے گی۔

ایسے ہی دوسری روایت میں ہے کہ بری خواب دیکھے تو کھڑا ہو اور نماز ادا کرے۔ تاکہ دعا سے اس کا اثر زائل ہو۔

۹۔ اگر کسی اہم امر کے باعث رات کے وقت نیند سے بیدار ہونا پڑے تو کوئی حرج نہیں بلکہ رات کی عبادت کا ایک سبق یہ بھی ہے۔ چنانچہ مدینہ میں ایک رات خوف و اندیشہ ہوا تو رسول اللہ سب سے پہلے ابوطلحہؓ کے گھوڑے پر بیرون مدینہ سے ہو کر آئے اور فرمایا خیر ہے کوئی بات نہیں۔

۱۰۔ آنحضرتؐ جب رات بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے۔ اللّٰھم باسمك اموت واحیا۔ اے خدا میں تیرے نام پر مرتا اور زندہ ہوتا ہوں۔

اور صبح بیدار ہو کر یہ دعا فرماتے۔

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور
کہ تمام تعریفوں کا مالک وہ خدا ہے جس نے ہمیں عارضی موت کے بعد زندگی دی، اور اسی کی طرف حشر و نشر ہے۔

اسی طرح رات سونے وقت وضو کر دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے۔ ان میں پھونکتے اور سورۂ اخلاص، سورۃ الفلق اور الناس پڑھتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سارے جسم پر مل دیتے سر اور چہرے سے لے کر پاؤں تک ہاتھ پھیرتے اور یہ عمل تین بار فرماتے۔

حضرت عثمانؓ بن عفان فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا وہ بندہ جو اس دعا کو ہر صبح (بیدار ہوکر) اور ہر شام (سوتے ہوئے) تین بار پڑھتا ہے اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے گی۔ وہ دعا یہ ہے۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم
کہ اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین و آسمان میں ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا خدا ہے۔

۱۱۔ حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات بستر پر جاتے ہوئے تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر ہوں یا ریت کے ٹیلے کی طرح ہوں یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں تو بھی بخشے جائیں گے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ
کہ میں اس ذات سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ زندہ اور قائم ہے۔ اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ان دعاؤں کے علاوہ اور بھی متفرق دعائیں حضورؐ رات سوتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ رات سونے سے پہلے آپؐ قرآن کریم کی جن سورتوں کی تلاوت فرماتے ان میں علاوہ آخری تین سورتوں کے سورۃ الکافرون وہ سورتیں جو سبح سے شروع ہوتی ہیں حٰم تنزیل السجدہ، سورۃ ملک۔ زمر۔ بنی اسرائیل آپؐ اپنے صحابہؓ کو بھی رات ذکر الٰہی کی تلقین فرماتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی زندگیاں اسوۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالنے کی توفیق دے۔ آمین

ـــــــــ

سو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

(قسط نمبر ۳)

مندرجہ ذیل مجالس نے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے اپنے بجٹ ۱۰۰ فیصدی ادا کردیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

چک ۳۸/۳۰/۲	بہاول نگر
،، ۱۰۱ فتح	،،
،، ۲۲ حمید آباد	بہاول پور
گوٹھ فتح دین	خیرپور میرس
،، سلطان علی	،،
ناظم آباد	کراچی
چونڈہ	سیالکوٹ
علینو والی	،،
بھوڑی لیال	،،
چھور	،،
یدوکھی	،،
مجوکہ	سرگودہا
سرگودہا شہر	،،
کوٹ مومن	،،
چک ۹۵ گ ب لیال	لائل پور
،، ۹۶ گ ب	،،
دنیا پور	ملتان
خانیوال	،،
باندھی	نواب شاہ
گوٹھ امام بخش	،،
ایبٹ آباد	ہزارہ

خان پور	رحیم یار خان
رحیم یار خان شہر	
احمد نگر	جھنگ
چھنیاں	،،
شادن لنڈ	ڈیرہ غازیخان
۱۱۷ چھور	شیخوپورہ
نارنگ منڈی	،،
شرقپور خورد	،،
چک چٹھہ	گوجرانوالہ
حافظ آباد	،،
ہیڈ رتاکی	،،
لوریوالہ	،،
گجو چک	،،
گوجرانوالہ شہر	،،
جوکناں والی	گجرات
نور نگر	تھرپارکر
محمد آباد	،،
پاک پتن	ساہیوال
چک ۸/۱۱ ب	سرگودہا

ضلع لاہور۔ رائے ونڈ۔ قصور۔ ہڈیارہ۔ جوڑہ۔ بیدری۔ للیانی۔ بابا پور۔ خمیس آباد۔ علی پور۔ چک ۱۰۶ ایل۔ گروکے۔ مانڈو۔ گوجر بیتی

اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا
خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جُھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بُھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسُلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے